

معجزہ شق صدر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله
و اصحابه الذين اوفوا عهده

ما بعد:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے شمار معجزات ہیں ان میں سے ایک معجزہ معراج کی رات حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شق صدر کا معجزہ ہے۔ اور یہ معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔

نمبر ۱: بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔ (جلد اول ص ۵۰)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ
الْكَلْبِ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَحْدُثُ قَالَ فَرَجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ
لِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطُشْتٍ مِثْلِي حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَافْرَغَهُ فِي صَدْرِي
ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَّجَ بَنِي السَّمَاءِ. الخ۔ (باب كيف فرضت الصلوة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کہ حضرت ابو ذر غفاری رحمۃ اللہ الباری بیان کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان
فرمایا کہ ”میں مکہ شریف میں تھا کہ میرے گھر کی چھت میں سوراخ کیا گیا۔ پس جبریل علیہ السلام نازل
ہوئے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اس کو زَمْزَم کے پانی کے ساتھ دھویا۔ پھر جبریل علیہ السلام ایک طشت
لائے جو کہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینے میں اٹھیل دیا پھر میرے سینے کو ملا دیا پھر
جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے مختلف آسمانوں پر جانے اور بعد والے حالات بیان فرمائے۔

نمبر ۲: فتح الباری شرح بخاری جلد ۳ ص ۳۱۰ میں ہے:

جب جبریل امین نے قلب مبارک غسل دیا تو کہنے لگے

”قلب سدید فیہ عینان تبصران واذنان تسمعان“

قلب مبارک ہر قسم کے عیب اور کمی سے پاک ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

نمبر ۳: روح البیان جلد نمبر ۵ ص ۱۰۶ میں ہے: ”لَمْ يَكُنِ الشَّقُّ بِأَلَةٍ وَلَمْ يَسْنَلِ الدَّمُ“۔

شق صدر کسی آلہ سے نہیں تھا اور نہ ہی خون بہا

یہاں تک معراج کی رات ہونے والے شق صدر کے بارے چند دلائل بیان کئے اب معترض کے اعتراضات کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

سوال نمبر ۱: معترض شق صدر کا اسلئے منکر ہے کہ جب پہلے شق صدر ہو گیا تو دوبارہ شق صدر کس لئے کیا گیا ہے یہ تحصیل حاصل ہے۔

جواب: ہر مقصد کے کچھ درجات ہوتے ہیں اور مقصود کے درجات ثبات اور اضافہ اور مقبول کی ماہیت کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ مقصود کا جو درجہ ایک مرتبہ شق صدر سے حاصل ہوا دوسری مرتبہ اسی کے حصول کیلئے شق صدر نہیں کیا گیا۔ بلکہ مقصود کے اور درجے کے حصول کا قصد کیا گیا۔ جیسے دیکھئے قرآن مجید میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا (سورة النساء آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو ایمان لے آؤ۔

اب یہاں جو پہلے ایمان لا چکے ہیں ان کو ایمان لانے کا امر کرنے کی کیا وجہ ہے وہ تو پہلے ہی مومن ہیں۔ معترض کو اس آیت کا بھی انکار کرنا چاہیے کیونکہ پہلے جب وہ ایمان لے آیا ہے اور اس کو یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا سے پکارا گیا ہے۔ تو پھر کوئی چیز رہ گئی ہے جس کیلئے پھر ایمان کا امر دیا جا رہا ہے۔ اس کا بھی جواب یہی ہوگا کہ یہاں مقصود یعنی ایمان لانے کے دو درجے ہیں پہلا درجہ نفس ایمان کا ہے۔ اور دوسرا درجہ ثبات ایمان کا ہے یعنی ایمان پر ثابت قدم رہنے کا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو ایمان لے آئے ہو ایمان پر ثابت قدم رہو۔ جیسے اس آیت کریمہ میں تحصیل حاصل نہیں ہے ایسے دوسری مرتبہ شق صدر شریف

میں بھی تحصیل حاصل نہیں بلکہ مقصود کے ایک اور درجہ کیلئے شق صدر مبارک کیا گیا۔ جو کہ پہلے شق صدر سے حاصل ہونے والے مقصود پر ثبات تھا۔

اور کبھی مقصود کا دوسرا درجہ پہلے سے زیادت کے لحاظ سے متفاوت ہوتا ہے امثلہ دیکھئے

نمبر ۱: جیسے مذکورہ آیت میں آمنوا سے حاصل شدہ ایمان پر اضافہ کرنے کا امر کیا گیا ہے۔ یہ ان کے مذہب کے مطابق ہے جو ایمان کو مقولہ کم سے مانتے ہیں یعنی ان کے نزدیک ایمان وہ عرض ہے جو کمی یا زیادتی کو قبول کرے۔

نمبر ۲: اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ اب جو نمازی خدا تعالیٰ کے حضور دست بستہ بیٹ عبادت کھڑا ہے یقیناً اس کو ہدایت تو حاصل ہے لیکن پھر بھی کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ تو معترض کو اس آیت پر بھی اعتراض کرنا چاہیئے کہ جب پہلے ہدایت آگئی تو دوبارہ ہدایت کا نماز میں کس کیلئے کہا جاتا ہے لیکن یہاں بھی مقصود یعنی ہدایت کے دو درجے ہیں۔ ایک ہدایت ہے اور دوسرا حاصل شدہ ہدایت پر زیادتی ہے اور ثبات ہے ایسے ہی دوسری مرتبہ شق صدر مبارک میں حاصل شدہ مقصود پر اضافہ تھا جو کہ اکملیت کا ثبات تھا۔

یہ تو تھا کہ ہر بار شق صدر کا ایک ہی مقصود ہو لیکن درجات مختلف ہوں اب یہ کہ ہر بار شق صدر مبارک سے علیحدہ علیحدہ مقاصد تھے۔ پہلے شق صدر سے قلب مبارک کو وہ قوتیں عطا کی گئیں جن سے شیاطین جن وانس کو اپنی طاغوتی طاقتیں شکست خوردہ معلوم ہونے لگیں اور معراج کی رات وہ قوتیں بخشیں گئیں کہ محبوب قاب قوسین اودانی کی تنہائیوں میں بھی آجائیں تو پھر بھی پائے استقامت متزلزل نہ ہو بلکہ مَازِغُ الْبَصَرِ وَمَا طَشَى (۱۷۱) کی کیفیت میں محبوب ایسی تسکین سے ذات باری کو دیکھیں کہ آنکھ ٹپڑھی ہی نہ ہو بلکہ بصارت کو جما کے دیکھیں نہ کے طور پر گرنے والی تجلی سے بے ہوش ہو جائیں۔ اس شق صدر مبارک سے رویت باری تعالیٰ کا سامان کیا گیا۔ یہ تطہیر اور تنویر اس لئے کی گئی کہ اب نور کے تجلیات سے گزر سکیں اور مبداء نور کے غیر معین قرب میں پہنچ سکیں۔

سوال نمبر ۲: معترض کہتا ہے کہ معراج ۹ نبوی میں ہوئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے کئی سال پہلے نبوت کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ نزول قرآن بھی جاری تھا۔ طریقت، حقیقت، شریعت اور معرفت کا علم مل

۴

چکا پھر کس لئے شق صدر کر کے قلب مبارک کو دھویا گیا۔

جواب نمبر ۱: معترض کا مطلب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مراتب جتنے بلند ہونے تھے اور جو کچھ علم عطا کیا جانا تھا وہ دے دیا گیا پھر شق صدر مبارک کا مطلب کیا ہے حالانکہ قرآن پاک کہتا ہے ”وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ“۔ (سورۃ النبیٰ آیت ۴)

خیر اسم تفضیل کا صیغہ ہے آخرت مفضل اور اولیٰ مغفل علیہ ہے۔ آخرت سے خواہ دنیاوی ظاہری زندگی کا آخری حصہ مراد ہو یا اخروی زندگی مراد ہو ہر صورت میں آیت کا مفہوم یہی ہے پہلی زندگی سے پچھلی زیادہ فضیلت والی ہے۔ لہذا معترض کا یہ کہنا غلط ہے کہ سب کچھ عطا کیے جانے والا تو عطا کیا جا چکا تھا اب شق صدر کی کیا ضرورت تھی۔

نمبر ۲: معترض کہتا ہے کہ طریقت، شریعت، حقیقت اور معرفت کا علم دیا جا چکا تھا پھر شق صدر مبارک کر کے غسل کی کیا ضرورت تھی یعنی معترض کے اعتراض کا مدار اس بات پر ہے کہ اب مزید علم کی ضرورت نہیں حالانکہ قرآن کہتا ہے قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (سورۃ طہ آیت ۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”مجھ سے اے محبوب علم میں اور زیادتی مانگ۔“

نمبر ۳: اگر اس واقعہ سے پہلے ہی تمام علوم کی تکمیل ہو چکی تھی تو فَاَوْحَىٰ اِلَيْهِ مَا اَوْحٰی (سورۃ النجم آیت ۱۰) پھر کیا ہے معراج کی رات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے کمان کے سروں سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اس نے اپنے عبد کی طرف جو چاہا وحی کی۔“ سوال نمبر ۳: معترض کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور علی نور ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قلب مبارک کو دھویا جائے۔

جواب: دیکھئے نسیم الریاض شرح شفاۃ اضیٰ عیاض جلد نمبر ۲ ص ۲۲۸۔

علامہ شہاب الدین خفاجی کہتے ہیں ”کونہ مخلوقاً من النور لَا یَنَاقِیْہُ کما توہم“ کہ آپ کے شق صدر اور قلب کے دھوئے جانے کا واقعہ آپ کی نورانیت کے منافی نہیں بعض لوگ اس متافی

کا وہم کرتے ہیں۔

باقی زمزم سے آپ کے قلب مبارک کو غسل دیا گیا حالانکہ زمزم تو آپ کے غلاموں کا مشروب ہے اس کے جواب سے پہلے یہ بات یاد رکھئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب مبارک میں واقعہ ہی کوئی شیطانی حظ یعنی حصہ نہیں تھا جس کو هذا حظک من الشیطان کہا گیا بلکہ یہ اس جگہ کو کہا گیا ہے کہ جس جگہ اور مقام کے ساتھ دوسرے لوگوں میں شیطان تعلق پکڑتا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کو تھڑے کو بھی دور کیا گیا جس کے ساتھ شیطان کا تعلق نہیں تھا بلکہ اگر شیطان کا تعلق ہوتا تو اسی کے ساتھ ہو سکتا تھا اس کو بھی نکال دیا گیا۔

اب جواب نمبر ۱ ملاحظہ فرمائیے۔ معترض یہ سمجھتا ہے کہ جب زمزم سے قلب مبارک کو دھویا گیا تو زمزم قلب مبارک سے افضل ہو ادیکھو اس سے آپ کے قلب کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ زمزم کا افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ایک ہوتا ہے مغسول (جس کو دھویا گیا) دوسرا ہوتا مایہ الغسل (جس کے ساتھ دھویا گیا) اور مغسول مایہ الغسل سے عمدہ اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ کیونکہ مایہ الغسل کو مغسول پہ قربان کر دیا جاتا ہے۔ جیسے خانہ کعبہ کے پردوں کو عطر کے ساتھ دھویا جائے تو افضل تو خانہ کعبہ کے پردے ہیں۔ عطر کی فضیلت یہی ہے کہ اس کو افضل (خانہ کعبہ) پر نچھاور کیا گیا۔

نمبر ۲: زمزم کی جو فضیلت ہے وہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت سے ہے کیونکہ زمزم بھی جملہ عالمین میں سے ہے اور آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ عالمین کا ہر ہر فرد اپنے فضل اور کمال میں آپ کی رحمت کا محتاج ہے۔ زمزم بھی آپ کی رحمت کا محتاج ہے اور کون عقلمند کہتا ہے کہ مرحوم راحم سے افضل ہوتا ہے اور پھر یہ بھی کہہ دے کہ زمزم آپ کے قلب مبارک سے افضل ہے۔

نمبر ۳: آپ کے قلب کو زمزم سے غسل دیا جائے اور آپ کے غلاموں کا مشروب زمزم ہو اس میں بھی آپ کے قلب کی فضیلت ہے۔ اس لئے کہ آپ کے غلاموں کا قلب تو قاصر ہے۔ براہ راست اور بلا واسطہ زمزم کا قابل نہیں ہے بلکہ انہضام کے کئی واسطوں سے گزرنے کے بعد وہ جزو خون بنتا ہے تب قلب اس کو قبول کرتا ہے اور یہ شان باہر برہان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب کی ہے کہ بلا واسطہ بغیر

انہضام کے نظام اور بغیر کسی مدت کے زمزم کو قبول کر سکتا ہے۔
معترض صرف حدیثوں میں تعارض کی وجہ سے شق صدر نہیں مانتا ہے حالانکہ یہ قانون مطلقاً
نہیں ہے۔ تعارض صرف ان احادیث میں نہیں بلکہ اور احادیث اور آیات مبارکہ میں بھی ہے جو کہ حقیقت
میں تعارض نہیں ہوتا۔ ہمارے افہام کی نارسائی کی وجہ سے تعارض ہوتا ہے اور تعارض جب آجائے تو تطبیق
کی جاتی ہے اگر احادیث میں ہے تو اسناد اور روایت کے لحاظ سے ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر کچھ بھی نہ ہو سکے
تو پھر تساقط ہوتا ہے۔

راقم الحروف:

محمد اشرف آصف جلالی عفی عنہ

شعبان ۱۴۰۷ھ